ہیں۔سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی نے آج بہت سارے اعراض کا وزن کرنا ہمارے لیے ممکن بنایا ہے اور ہم ان کا روزمرہ استعمال کرتے ہیں۔

قسط' موازین کی صفت ہے اور یہ مصدر ہے۔مصدر تثنیہ اور جمع کی صفت بن سکتا ہے۔

سبحانَ اللهِ اللہ تعالی کا ہر عیب ونقص، زوال وفنا اور مخلوق کی مشابہت سے پاک ہونے کا اقرار ہے۔

بِحمدِہ میں ہر صفت کمال کے ساتھ شان الٰہی کے عین مطابق متصف ہونے کا ایمان ہے۔

''تسبیح'' صفاتِ نقص کا انکار اور ''حمد'' صفاتِ کمال کا اقرار ہے۔اسی ''نفی'' اور ''اثبات'' کے ذریعے بندہ مؤمن اپنے رب تعالیٰ کو پہچانتا اور عقیدہ توحید پر کاربند ہو کر رب کریم کے نعمت کدے کا حقدار بن جاتا ہے۔

سبحان اللهِ العظیم میں ذات باری تعالیٰ کی تسبیح کے ساتھ اس کی تعظیم کا بیان ہے، جو کہ اصل عبادت ہے۔اور عبادت وہ عظیم مقصد ہے، جس کی تکمیل کے لیے رب العالمین نے تمام انسان اور جنات کو پیدا فرمایا ہے۔﴿وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون ○﴾[]

زیر درس حدیث شریف میں اللہ کے رسول ﷺ نے ''سبحان الله وبحمدہ سبحان الله العظیم'' کی عظیم فضیلت ارشاد فرمائی ہے۔حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں: ''کانِ رسول الله ﷺ یذکر الله علی کل أحیانه''[] ''رسول اللہ ﷺ ہر حالت میں ذکر الٰہی میں مصروف رہتے تھے۔''

قسم الترجمة (قسط5)

اے عاقبت نا اندیش!! کب کرو گے توبہ؟!

أيُّها المُقَصِّرُ مَتىٰ تَتُوبُ؟ (القسم العلمي بدارالوطن۔ الرياض ط: ١٤٢٠هـ) ترجمہ: ابومحمد

کن چیزوں سے توبہ کریں؟

پیارے بھائی! جان لیجیے کہ جن گناہوں سے توبہ کی جاتی ہے، ان کی دو قسمیں ہیں: (۱) صغائر، (۲) کبائر یہ تقسیم قرآن مجید، سنت نبویہ اور اجماعِ امت سے ثابت ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے: ﴿اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ﴾ [النساء ۳۱] ''اگر تم منع کردہ کبیرہ گناہوں سے پرہیز کریں تو ہم تمہاری دیگر خطاؤں کو معاف کر دیں گے۔'' ﴿اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ﴾ [النجم ۳۲] ''وہ لوگ جو کبیرہ گناہوں اور بے حیائیوں سے اجتناب کرتے ہیں، سوائے قابل ملامت امور کے'' اور اللمم کبائر سے کم درجے کے گناہ ہیں۔ اور اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ''پانچوں نمازیں، نمازِ جمعہ اگلی جمعہ تک اور رمضان اگلے رمضان تک کے گناہوں کی بخشش کرانے والی ہیں جب کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا جائے۔'' [صحيح مسلم]

اس تقسیم کا مقصد یہ بالکل نہیں ہے کہ صرف کبیرہ گناہوں سے ہی توبہ کرنا واجب ہو۔ دراصل بندے کو کبیرہ اور صغیرہ دونوں قسم کے گناہوں سے توبہ کرنا چاہیے۔ بلکہ حدیث نبوی میں گناہ صغیرہ کو معمولی سمجھ کر نظر انداز کرنے سے وعید آئی ہے۔ اس بارے میں نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: ''میں تمہیں معمولی سمجھے جانے والے گناہوں سے سختی سے منع کرتا ہوں، یقیناً یہ آدمی کے اوپر جمع ہو جاتے ہیں تو اسے ہلاکت کے گھاٹ اتار دیتے ہیں۔ اس کی مثال ایسے شخص کی طرح ہے جو کسی میدان میں تھا، پھر وہ کسی قوم کی محفل میں حاضر ہوا، تو ہر شخص ایک ایک لکڑی لاتا رہا، حتی کہ بڑی مقدار جمع ہوگئی۔ اب انہوں نے آگ جلائی اور اس میں جو کچھ پھینکا اسے پکا لیا۔'' [مسند أحمد بسند حسن]

ایک اہم فائدہ

امام ابن القیمؒ نے بیان کیا ہے کہ کبھی گناہ کبیرہ کے ساتھ شرم وحیا، خوف اور اس کی سنگینی کا زبردست

احساس شامل ہو کر اسے گناہ صغیرہ کی حد پر لے آتا ہے۔ اور کبھی گناہِ صغیرہ بے حیائی، لاپروائی، بے خوفی اور معمولِ زندگی سمجھنے کی وجہ سے نہ صرف گناہ کبیرہ سے جاملتا ہے، بلکہ اسے کبیرہ میں سے بھی بڑے درجے تک پہنچا دیتا ہے۔

پس اے پیارے بھائی! کبیرہ اور صغیرہ دونوں سے اجتناب کرو۔ اور ان امور سے احتیاط کرو جو صغیرہ کے ساتھ مل کر اسے صغائر کی فہرست سے نکال کر کبائر کی فہرست میں شامل کر دیتے ہیں۔ ان خطرناک امور میں سے بعض درج ذیل ہیں:

۱: **صغیرہ گناہوں پر اصرار اور ہمیشگی:** اسی لیے کہا گیا ہے: ''اصرار کے ساتھ کوئی گناہ صغیرہ نہیں رہتا اور توبہ استغفار کے ساتھ کوئی گناہ کبیرہ نہیں رہتا۔''

۲: **گناہ کو ہلکا اور معمولی سمجھنا:** اس بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول گزر چکا ہے۔ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ''بیشک تم لوگ ایسے ایسے کام کر گزرتے ہو، جو تمہاری نگاہوں میں بال سے بھی باریک تر ہیں، ہم لوگ تو رسول اللہ ﷺ کے مبارک زمانے میں انہیں ہلاکت خیز گناہ شمار کرتے تھے۔''

۳: **صغیرہ گناہ کے ارتکاب پر خوشی و مسرت کا احساس:** یہ شدید غفلت اور گناہوں کی طرف شوق کی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور گناہ کے انجام و نتائج اور خطرات سے جہالت کا ثبوت ہے۔ جب بندے کی غفلت و لاپروائی اس حد تک پہنچ جاتی ہے، اور اس گناہ پر اصرار واقع ہوتا ہے، یعنی مخالفت کو جاری رکھنا اور دوبارہ گناہ کرنے کا پکا ارادہ...... تو یہ ایک اور گناہ ہے، شاید یہ پہلے ارتکاب کردہ گناہ سے بہت بڑا گناہ ہے۔ اور یہی گناہوں کا انجام ہے کہ رفتہ رفتہ اس سے بڑے گناہ وجود میں آتے رہتے ہیں۔

۴: **اللہ تعالیٰ کی طرف سے پردہ پوشی اور درگزری سے لاپروائی اختیار کرنا:** جب صغیرہ گناہوں کا ارتکاب کرنے والا اپنی زندگی میں کوئی واضح سزا نہیں دیکھتا، تو اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے فراہم کردہ ستر پوشی سے دھوکہ ہو جاتا ہے۔ اور یہ گناہگار بندہ خیال کرنے لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرتا اور اس کی عزت افزائی کرتا ہے۔ اور اس مسکین کو ذرا شعور نہیں ہوتا کہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملی ہوئی ڈھیل ہے، تاکہ وہ اس کی طرف توبہ کرے اور اپنے گناہوں سے باز آ جائے۔

۵: **گناہ کا تذکرہ کر کے پردۂ الٰہی کو کھول دینا:** جس کسی نے گناہ صغیرہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس پر پردہ ڈال دیا، پھر

اس نے خود ہی اپنے گناہ کا اظہار کیا، اس کا ذکر کیا اور اسے بیان کیا اس نے یقیناً اپنے گناہ صغیرہ کی سنگینی کو بعد کے ان گناہوں کے ذریعے کئی گنا بڑھایا ہے، کیونکہ اس نے اپنے گناہ کا ذکر افسوس وندامت کے طور پر نہیں، بلکہ فخر اور خوشی کے طور پر کیا ہے۔ یہ شخص اپنے سننے والوں کو اسی طرح کے گناہوں کے ارتکاب کی دعوت دے رہا ہے، اگر چہ وہ گناہ صغیرہ ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ''میری ساری امت کو معافی مل سکتی ہے، سوائے اعلان کرنے والوں کے۔'' پھر فرمایا: ''اعلان کرنے سے مراد یہ ہے کہ بندہ رات کو کسی گناہ کا ارتکاب کرے، پھر صبح تک اللہ تعالیٰ اس پر اپنا پردہ ڈالے رکھے۔ پھر وہ کہتا ہے: اے فلان! گزشتہ رات میں نے یہ یہ گناہ کیا۔ رات بھر اللہ تعالیٰ نے پردہ ڈالے رکھا اور صبح کو بندہ خود اللہ کی طرف سے رکھے ہوئے پردے کو پھاڑ دیتا ہے۔'' [متفق علیہ]

٦: گناہ صغیرہ کے مرتکب کا ایسا عالم ہونا جس کی اقتدا کی جاتی ہو، یا نیکی کی شہرت والا ہونا: اور ایسا شخص جب جان بوجھ کر، ضد کرتے ہوئے یا نصوصِ شریعت کو آپس میں ٹکراتے ہوئے (جواز کی گنجائش نکالتے ہوئے) گناہ صغیرہ کر لیتا ہے، تو وہ اس کا حقدار ہے کہ اس کا گناہِ صغیرہ' کبیرہ سے بدل جائے۔ لیکن جس سے کسی معقول علمی تاویل کی بنیاد پر یا غصے کے عالم میں یا کسی اضطراری کیفیت میں ایسا گناہ سرزد ہو جائے، تو ہوسکتا ہے کہ اسے معافی مل جائے۔ خصوصاً جب اس شخص کے اتنے زیادہ نیک اعمال ہوں جو اس گناہ کی مغفرت لازم کر دے۔ [السعادات القلبیة سے اختصار]

حرام کردہ امور کی اقسام

پیارے بھائی! یاد رکھیں کہ بندہ ''تائب'' شمار نہیں ہوتا جب تک ان بارہ قسم کے حرام کردہ امور سے چھٹکارا نہ پائے:

[1] کفر اس کی کئی قسمیں ہیں:

(١) کفر اکبر، (٢) کفر اصغر، (٣) تصدیق کے ساتھ انکار والا کفر، (٤) کفر شک، (٥) کفر نفاق

[2] شرک اس کی دو قسمیں ہیں:

شرک اکبر: اس کو اللہ تعالیٰ توبہ کے بغیر بالکل معاف نہیں کرے گا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو اس کا ہم پلہ قرار دے کر اسے محبت اور تعظیم میں اللہ تعالیٰ کے برابر کر دیا جائے۔ یہ عمل دین اسلام سے خروج ہے۔

شرک اصغر: جیسے تھوڑی سی ریاکاری، لوگوں کو دکھلانے کی خاطر بہتر کیفیت بنانا، غیر اللہ کی قسم وغیرہ۔ اس قسم کا مرتکب وعید کا مستحق ہوتا ہے، لیکن وہ دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔

[3] **نفاق** اس کی دو قسمیں ہیں: (۱) نفاق اکبر، (۲) نفاق اصغر

نفاق اکبر یہ اپنے مرتکب پر دوزخ کی سب سے نچلی تہ میں جا کر رہنا واجب کر دیتا ہے۔ اس نفاق سے مراد یہ ہے کہ وہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ، فرشتوں، کتابوں، رسولوں، یوم آخرت (اور تقدیر خیر وشر) پر ایمان ظاہر کرتا ہے، جبکہ اندرونی طور پر ان سب سے الگ اور انہیں جھٹلانے والا ہوتا ہے۔

نفاق اصغر کا مرتکب اندرونی طور پر جھٹلانے والا تو نہیں ہوتا۔ اس قسم کا مرتکب وعید کا مستحق ہوتا ہے، لیکن دوزخ میں ہمیشہ رہنے کا مستحق نہیں ہوتا۔

[4,5] فسق وفجور اور نافرمانیاں

[6,7] گناہ اور زیادتی

[8,9] بے حیائی اور برائی

[10] بغاوت وسرکشی

[11] علم کے بغیر اللہ کے بارے میں بات کرنا

[12] مؤمنین کے راستے کو چھوڑ کر کسی اور راہ کی پیروی کرنا۔

قبولیت توبہ کی علامات

کچھ علامتوں سے توبہ کی قبولیت اور اس کے صحیح ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ توبہ کرنے والے کو ان سے الفت اور خوشی حاصل ہوتی ہے؛ کیونکہ وہ ان چیزوں کے ذریعے جان لیتا ہے کہ وہ اس صحیح راستے پر چل رہا ہے جو نجات اور روزِ قیامت کی کامیابی کی جانب لے جانے والا ہے۔ ان علامات میں سے اہم علامتیں یہ ہیں:

{1} بندہ توبہ سے پہلے کی نسبت توبہ کے بعد نیک بن جائے۔ اور اس فرق کو ہر شخص ذاتی طور پر محسوس کرتا ہے۔ جب وہ توبہ کے بعد اللہ پاک کی طرف متوجہ ہوتا ہے، اس کی ہمت بلند ہوتی ہے، اس کا عزم ٹھوس ہوتا ہے تو یہ تبدیلیاں اس کی توبہ کی سچائی اور قبولیت کی دلیل ہوتی ہیں۔

{2} خوفِ الٰہی اور رب تعالیٰ کی نگرانی کا احساس کبھی نہ چھوٹنے پائے: یقیناً عقلمند شخص لحظہ بھر کے لیے بھی اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے غافل نہیں ہوتا۔ پس اس کا خوف اس وقت تک جاری رہتا ہے جب تک وہ اپنی جان نکالنے والے فرشتوں کی بات کونہیں سن لیتا: ﴿اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ○﴾ ''کوئی خوف نہ کرو اور کوئی غم نہ کرو اور اس جنت کی بشارت حاصل کرو جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔'' تب اس کا خوف دور ہو جاتا ہے اور اس کی پریشانی نیست ونابود ہو جاتی ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا: اگر میرا ایک پاؤں جنت میں پہنچ بھی جائے تب بھی میں اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے بالکل مطمئن نہیں ہوسکتا!! شاید یہ اللہ کے نبی ﷺ کے اس فرمان کا پیدا کردہ احساس ہے: ''بندوں کے دل رحمٰن کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں، وہ جیسے چاہے انہیں پھیر دیتا ہے۔''

{3} توبہ اس کے دل میں رب تعالیٰ کے سامنے انکساری، نرمی اور تواضع پیدا کرے۔ یہ انکساری اور نرم دلی بندے کے لیے بہت ساری اطاعتوں سے زیادہ مفید ہوتا ہے، جن کے ذریعے اس کا رب اس پر احسان فرماتا ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے: کتنے ہی گناہ بندے پر نرمی وانکساری کے اثرات مرتب کرتے ہیں، اور کتنی اطاعت گزاریاں اسے تکبر وغرور میں مبتلا کرنے کا ذریعہ بھی بنتی ہیں۔

{4} اپنے ارتکاب کردہ جرم کی سنگینی کا احساس رہے، اگر چہ وہ اس سے توبہ کر چکا ہو۔ اب یہ اس حکم اور حکم فرمانے والے کی عظمت کے احساس اور اس پر مرتب ہونے والے سزا پر یقین کی وجہ سے ہوتا ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے: ﴿ذٰلِكَ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ○﴾ [الحج ۳۲] ''یہ اور جو کوئی اللہ کی مقدرر کردہ نشانیوں کی عظمت کا احساس کرے تو یہی دلوں کی پرہیز گاری کی وجہ سے ہے۔'' اور عبداللہ بن مسعود نے کہا: ''یقیناً مؤمن اپنے گناہوں کو ایسا خیال کرتا ہے گویا کہ وہ ایک پہاڑ کے نیچے بیٹھا ہوا ہے اور اسے پہاڑ کے نیچے دب جانے کا ڈر ہے۔ اور فاجر اپنے گناہوں کو اتنا معمولی سمجھتا ہے جیسے کہ یہ ایک مکھی تھی جو اس کی ناک پر آ بیٹھی تو اس نے اسے یوں ہٹا دیا'' اسی لیے بعض اسلافؒ نے کہا ہے: ''گناہ کے چھوٹا ہونے پر نظر نہ رکھو، بلکہ دیکھو کہ تم نے کس عظیم ذات کی نافرمانی کا ارتکاب کیا ہے۔''

{5} قبولیت توبہ کی علامتوں میں یہ بھی شامل ہیں:

{i}: تائب اپنی زبان کے معاملے میں احتیاط کرتا ہے، پس اسے جھوٹ، غیبت، چغلی، گالی اور فضول گفتگو سے بچانا

اور اسے ذکر الٰہی اور تلاوتِ قرآن پاک میں مصروف رکھتا ہے۔

{ii}:: اپنے پیٹ کے معاملے میں احتیاط کرتا ہے، پس وہ حلال کے سوا کچھ نہیں کھاتا۔

{iii}:: اپنی آنکھوں کے معاملے میں احتیاط کرتا ہے، پس وہ حرام کی طرف نظر نہیں ڈالتا۔ نہ دنیا کی طرف شوق سے دیکھتا ہے۔

{iv}:: اپنے کان کے معاملے میں احتیاط کرتا ہے، پس وہ کسی گناہ والی چیز کو سنتا نہیں ہے۔ مثلاً بجانے اور گانے کے آلات، اسی طرح جھوٹ، غیبت وغیرہ سننے سے بھی پرہیز کرتا ہے۔

{v}:: اپنے ہاتھ کے معاملے میں احتیاط کرتا ہے، پس اسے حرام کی طرف نہیں بڑھاتا۔ بلکہ اسے صرف اطاعت کی طرف بڑھاتا ہے۔

{vi}:: اپنے پاؤں کے معاملے میں احتیاط کرتا ہے، پس کھیل تماشے اور گناہ کے مقامات کی طرف نہیں چلتا، بلکہ مساجد، جہاد اور اطاعت الٰہی کے مقامات کی جانب چلتا ہے۔

{vii}:: اپنے دل کے معاملے میں احتیاط کرتا ہے، پس اسے دنیاوی عداوت اور نفرت سے پاک رکھتا ہے۔ حسد اور دیگر آفات سے پاک رکھتا ہے۔ اس میں شفقت، خیر خواہی اور اللہ پاک کی خاطر محبت اور اسی کی خاطر عداوت کے جذبات رکھتا ہے۔

{viii}:: اپنی اطاعت کے معاملے میں احتیاط کرتا ہے، پس اسے خالص اللہ کی رضامندی کے لیے مخصوص کرتا ہے۔ دکھلاوے اور شہرت طلبی سے اجتناب کرتا ہے۔ | التوبۃ للبیانونی |

توبہ کرانے اور اس پر قائم رکھنے والے اسباب کا بیان

جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے، تو اس کے لیے ایسے اسباب فراہم کرتا ہے جو اس کا ہاتھ پکڑ کر توبہ کے مقام تک پہنچائے اور اس امر پر بندے کی مدد کرے۔ اور اس کے لیے توبہ پر قائم رہنے، اس راہ پر چلتے رہنے اور رک نہ جانے کو مزین کر کے دکھاتا ہے۔ ان میں سے بعض اہم اسباب یہ ہیں:

{1}: **ذاتی احتساب:** یہ بندے کے حقوق اور فرائض میں فرق کرنے کا مرحلہ ہے، جو توبہ کرنے میں بندے کی مدد کرتا ہے، اور توبہ ہونے کے بعد اس کی حفاظت کراتا ہے۔ امام ابن القیمؒ کہتے ہیں: ''احتساب کے درجے میں اس